''سر پہ تاج رکھا ہے، بیڑیاں ہیں پاؤں میں''

۱۸۵۷ء میں ہمارے اسلاف نے جہادِ آزادی کے سفرِ استقامت وعزیمت میں ایک سہانا خواب دیکھا تھا۔ وہ 90 برس تک اس خواب کی تعبیر ڈھونڈنے میں سرگرم رہے۔ وہ پھانسی کے تختوں پر جھولے، قید خانوں کو آباد کیا، توپوں کے دہانوں کو سجایا، اور کالے پانیوں میں پابہ جولاں پہنچے۔ قربانی وایثار کے اس سفر میں ان کے پاؤں لڑکھڑائے نہ عزائم میں کمی آئی اور اس راہ میں انہوں نے اپنی جانیں بھی جانِ آفریں کے سپرد کردیں۔

۱۴راگست ۱۹۴۷ء کو ہمیں برطانوی سامراج (نصرانی حکمرانوں) سے آزادی ملی تھی، ہمیں بتایا گیا کہ یہ آزادی ہے۔ جو سہانا خواب تمہارے اجداد نے دیکھا تھا یہ اس کی تعبیر ہے لیکن حادثہ یہ ہوا کہ۔

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

۱۹۴۷ء سے ۲۰۰۲ء تک ہر سال جشنِ آزادی منایا گیا ہے۔ ان پچپن برسوں میں ہماری تیسری نسل بھی جوان ہوکر بڑھاپے کی منزل پر قدم رکھ رہی ہے۔ مگر ہم آج تک حقیقی آزادی سے محروم ہیں۔ یہاں تو آزادی کی انوکھی تعریف سنی گئی۔ جس کا عملی مظاہرہ گزشتہ پچپن برسوں سے ہم مجبوراً دیکھ رہے ہیں۔ یا ہمیں جبراً دکھایا اور منوایا جارہا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں برطانیہ نے ہمیں آزاد کر کے امریکا میں جھولی ڈال دیا اور کہا تم نے آزادی مانگی تھی، یہ لو آزادی، یہ اس کی پہلی قسط ہے باقی آزادی تمہیں قسط وار ملے گی۔ یعنی تمہیں بالاقساط مارا جائے گا۔ تم نے ملک تقسیم کیا، ہم تمہیں قسط وار تقسیم کریں گے۔ آج امریکا اور برطانیہ مل کر ہمیں بالاقساط اور مرحلہ وار، مار بھی رہے ہیں اور تقسیم بھی کررہے ہیں۔ حکومت کہتی ہے ہم آزاد اور خود مختار ہیں۔ قوم جشن آزادی منائے۔ قوم نے ۵۵ واں جشنِ آزادی جس حال میں منایا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ ہمیں اتنی آزادی ملی کہ اس کی کوئی حد اور سرحد نہیں۔

ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہر پاکستانی آزاد ہے، ہر آزاد، عاقل، بالغ، پاگل شخص کو دین اسلام پر تنقید کی کھلی آزادی ہے۔ قرآن میں تحریف، حدیث کے انکار، شعائرِ اسلام اور نبوت ورسالت کی توہین کی آزادی ہے۔ یہ آزاد قوم کا آزاد معاشرہ ہے۔ عورتیں بازاروں میں بے حجاب چلنے پھرنے میں آزاد ہیں۔ ڈولفن کی بچیاں تہذیب مغرب کے تالاب میں اچھلیں کودیں، پارکوں میں آزادی کے ساتھ گھومیں پھریں، ناچیں اور گائیں۔